ایچ آئی وی/ایڈز اور تعلیم

تعلیمی شعبے کے لئے معلومات اور مجوزہ لائحہ عمل

EDUCAIDS

شعبہ نصاب، وزارتِ تعلیم،

حکومت پاکستان، اسلام آباد

تعاون واشتراک یونیسکو (UNESCO)

جنوری 2011ء

ایچ آئی وی ایڈز (HIV-AIDS)

1۔ ایچ آئی وی اور ایڈز: ایک تعارف
2۔ ایڈز: حقائق اور اعداد و شمار
3۔ پاکستان میں ایچ آئی وی ایڈز کی صورتحال
4۔ (Case Study) ایک خاندان ایک کہانی
5۔ ایچ آئی وی/ایڈز کے پھیلنے کے اسباب اور طریقے
6۔ ایچ آئی وی/ایڈز اور انسانی حقوق
7۔ ایچ آئی وی/ایڈز کے فرد، معاشرے اور دُنیا پر اثرات
8۔ ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ افراد کی دیکھ بھال
9۔ ایچ آئی وی/ایڈز کی روک تھام میں اساتذہ اور طلباء کا کردار
10- ایچ آئی وی/ایڈز: تدارک کی تدابیر اور نوجوانوں کی ذمہ داریاں
11- ایڈز اور دینی تعلیمات اور حکومتی اقدامات

ایچ آئی وی اور ایڈز

ایک تعارف

دنیا کے کئی علاقوں میں ایڈز کی وبا، خطرناک حد تک پھیلتی جارہی ہے۔ گذشتہ 25 سالوں میں کروڑوں افراد ایڈز کے باعث موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ 2008ء میں 3 کروڑ 34 لاکھ (33.4 ملین) افراد ایچ آئی وی (HIV) میں مبتلا تھے۔ صرف اس ایک سال کے دوران ایڈز کے 20 لاکھ مریض ہلاک ہو گئے جبکہ 27 لاکھ نئے افراد اس انفیکشن یا مرض میں مبتلا ہوئے۔ ایچ آئی وی/ ایڈز کی بڑھتی ہوئی ہولناکیوں کے باعث ہمیں اس کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔

ایچ آئی وی (HIV) کیا ہے؟ انگریزی کے یہ تین حروف تین الفاظ کے مخفف ہیں جو یہ ہیں:۔

ایچ (H) :	Human	(انسان)
آئی (I) :	Immune	(قوت مدافعت)
وی (V) :	Virus	(جراثیم)

یعنی یہ انسانی جسم کی قوت مدافعت سے متعلق وہ وائرس ہے جو قدرت کے بنائے ہوئے 'ایمیونو' یعنی دفاعی نظام پر حملہ کرتا ہے اور اُسے کمزور کر کے کسی بھی بیماری کے خلاف لڑنے کے قابل نہیں رہنے دیتا۔ یوں انسانی جسم طرح طرح کے متعدی امراض مثلاً ٹی بی اور کالا یرقان وغیرہ کا با آسانی نشانہ بن سکتا ہے۔ یہ وائرس جسم میں داخل ہونے کے بعد فوری طور پر اپنا اثر نہیں دکھاتا بلکہ آہستہ آہستہ اپنا کام کرتا ہے اور اس کے اثرات ظاہر ہونے میں آٹھ سے دس سال تک کا عرصہ بھی لگ سکتا ہے۔ اس دوران وہ شخص اپنے روزمرہ کے کام کاج دوسرے انسان کی طرح سرانجام دیتا رہتا ہے اور اُس کے معمولات زندگی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ یہی اس بیماری کی خطرناک بات ہے کہ یہ اُس وقت ظاہر ہوتی ہے جب جسم کا تمام دفاعی نظام ناکارہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اس صورت حال کو ایڈز کہتے ہیں۔

ایڈز (AIDS) کیا ہے؟

ایچ آئی وی کی طرح ایڈز (AIDS) بھی درج ذیل الفاظ کا مخفف ہے:۔

اے (A) :	Acquired	(حاصل کیا ہوا)
آئی (I) :	Immune	(قوت مدافعت)
ڈی (D) :	Deficiency	(کمی)
ایس (S) :	Syndrome	(بیماری کی علامات)

اس سے مراد ایسی علامات کا مجموعہ ہے جس سے ظاہر ہو کہ انسانی جسم کا قدرتی دفاعی نظام ختم ہو چکا ہے اور اب اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ایچ آئی وی کے ایڈز کی شکل اختیار کر لینے کے بعد انسان کے پاس کچھ نہیں بچتا سوائے پچھتاوے کے اور موت کا انتظار کرنے کے۔

ونڈو پیریڈ: (Window Period)

جب یہ وائرس جسم میں داخل ہوتا ہے تو فوراً خون کا ٹیسٹ کروانے سے ظاہر نہیں ہوتا۔ جو ٹیسٹ پاکستان میں اس کے لیے کیا جاتا ہے، وہ خون میں اس کے اینٹی باڈیز شناخت کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ عام طور پر جسم میں اینٹی باڈیز بارہ ہفتوں کے بعد بنتی ہیں، اگر اس دوران ایچ آئی وی کا ٹیسٹ کیا جائے گا تو وہ اس میں ظاہر نہیں ہوگا اور اس کا نتیجہ منفی ہوگا۔ لیکن اس دوران متاثرہ شخص یہ وائرس دوسروں کو منتقل کر سکتا ہے۔ اس عرصے کو ونڈو پیریڈ کہا جاتا ہے۔

ایچ آئی وی کیسے منتقل ہوتا ہے؟

ایچ آئی وی جسم میں خود بخود نہیں بنتا اور نہ ہی پیدا ہوتا ہے بلکہ یہ کسی متاثرہ شخص سے مندرجہ ذیل طریقوں سے دوسروں میں منتقل ہوتا ہے:۔

1۔ آلودہ سرنج یا کان، ناک چھدوانے اور دانت نکلوانے کے لیے استعمال ہونے والے آلودہ اوزاروں کے استعمال سے۔

2۔ غیر محفوظ جنسی تعلقات سے۔

3۔ متاثرہ خون یا خون سے بنی اشیاء کسی اور شخص کے جسم میں منتقل کرنے سے یا متاثرہ شخص کے اعضاء کی منتقلی سے۔

4۔ متاثرہ ماں سے پیدا ہونے والے بچے کو حمل کے دوران، پیدائش کے وقت اور بعد میں ماں کا دودھ پینے سے یہ منتقل ہو سکتا ہے۔

ایچ آئی وی اور ایڈز سے کس طرح بچا جائے:

ابھی تک اس بیماری کا علاج دریافت نہیں ہوا لیکن درج ذیل اصولوں پر عمل کر کے اس بیماری سے بچنا ممکن ہے:۔

1۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے غیر ازدواجی جنسی بے راہ روی سے دُور رہ کر۔

2۔ قربت کے تعلقات میں احتیاط سے اور جنسی تعلقات کو محفوظ بنا کر۔ اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک متاثر ہو تو اس صورت میں یہ بہت زیادہ ضروری ہے۔

3۔ ٹیکہ لگوانے کے لیے ہمیشہ نئی سرنج اور ناک، کان چھدوانے اور دانت نکلوانے کے لیے صاف اوزاروں کے استعمال سے۔

4۔ نشہ بازوں کی صحبت اور اُن کے زیر استعمال اشیا، خاص طور پر نشہ لینے والی سرنجوں سے دور رہ کر۔

5۔ ضرورت کے وقت ایچ آئی وی سے پاک خون کے انتقال سے۔

ایچ آئی وی اور ایڈز کس طرح منتقل نہیں ہوتا:

ایچ آئی وی اور ایڈز صرف خون اور خون سے بنی ہوئی اشیاء، جنسی رطوبتوں اور متاثرہ فرد کے استعمال شدہ اوزاروں کو بغیر صاف کیے استعمال کرنے سے منتقل ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل صورتوں میں یہ وائرس بالکل منتقل نہیں ہوتا:۔

1۔ سماجی تعلقات مثلاً ہاتھ ملانے، گلے ملنے، ایک ساتھ کھانا کھانے یا ایک ہی کمرے میں رہنے سے۔

2۔ ایک ساتھ بیٹھنے، اُٹھنے اور کھیلنے کودنے سے یا ایک ہی حمام یا سوئمنگ پول استعمال کرنے سے۔

3۔ مریض کی تیمارداری کرنے سے، اُس کے کپڑے اور برتن دھونے سے یا برتن اور کپڑوں کے مشترکہ استعمال سے۔

4۔ مچھر کے کاٹنے سے یا مکھی اور دوسرے کیڑوں مکوڑوں سے۔

5۔ ہوا کے ذریعے، کھانسنے اور چھینکنے وغیرہ سے یا پسینہ اور آنسو لگ جانے سے۔

ایچ آئی وی اور ایڈز کی علامات:

1۔ نزلہ زکام یا کھانسی وغیرہ کا مسلسل رہنا اور عام دوائیوں کے استعمال کے باوجود ٹھیک نہ ہونا۔

2۔ وزن میں تیزی سے کمی آنا۔

3۔ مسلسل ایک مہینہ تک بخار کا رہنا اور دوائیوں سے ٹھیک نہ ہونا یا مسلسل دست کا آنا۔

4۔ اعصابی کمزوریوں کا احساس ہونا یا نیند میں کمی ہو جانا۔

5۔ رات کو سوتے ہوئے پسینہ کا زیادہ اخراج ہونا۔

6۔ جسم پر بڑے بڑے سرخ دھبے نکل آنا یا ناک، کان، گلے میں سرخ یا سرخی مائل دانوں کا نکلنا۔

7۔ جسم کے مختلف غدودوں کا بڑھ جانا۔

ایچ آئی وی یا ایڈز کا شک ہو تو کیا کرنا چاہیے:

اگر کسی شخص میں درج بالا علامات پائی جا رہی ہوں تو خوف و ہراس میں مبتلا ہونے کی بجائے سب سے پہلے اپنے خون کا ٹیسٹ کروائیں اور اس سلسلے میں گورنمنٹ کے کسی بھی مقرر کردہ مرکز سے براہ راست رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ ٹیسٹ کے نتائج اور مستند ڈاکٹر کی مشاورت سے آئندہ کا لائحہ عمل طے کریں۔ اگرچہ اس کا کوئی شافی علاج موجود نہیں تاہم ایسی ادویات دستیاب ہیں جن کے استعمال سے اس وائرس کو مزید بڑھنے سے اور متاثرہ خلیوں کو مزید نقصان سے بچایا جا سکتا ہے۔

ایڈز: حقائق اور اعداد و شمار

یہاں دیئے گئے حقائق اور اعداد و شمار آپ کے سامنے دنیا میں اور آپ کے خطے میں ایڈز کے مرض کی وباء کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ پیش کریں گے۔ ان میں سے زیادہ تر اعداد و شمار ایچ آئی وی ایڈز کی عالمی وباء کے بارے میں یو این ایڈز (UNAIDS) کی رپورٹ سے لئے گئے ہیں۔ یہاں یہ پہلو مدنظر رکھا جائے کہ یہ اعداد و شمار تخمینے پر منحصر ہیں اور ہو سکتا ہے کہ متاثرین کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہو۔

دنیا بھر کی صورتحال

اس وقت دنیا میں 3 کروڑ 34 لاکھ افراد اس انفیکشن میں مبتلا ہیں۔
نئی انفیکشن کی یومیہ تعداد 6 ہزار 8 سو ہے۔
جبکہ یومیہ اموات کی تعداد 5 ہزار 7 سو ہے۔

2008ء کے دوران:

= 27 لاکھ یا 2.7 ملین نئے افراد ایچ آئی وی انفیکشن سے متاثر ہوئے۔
= 2008ء میں 20 لاکھ یا 2 ملین افراد ایڈز سے موت کا شکار ہوئے۔

دنیا میں نوجوانوں کی صورتحال

''ایچ آئی وی اور ایڈز کی روک تھام کے لئے نوجوان وہ خاص گروہ ہے جس پر سب سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے''

= ایچ آئی وی/ایڈز سے نئے متاثر ہونے والوں میں 40 فیصد سے زیادہ نوجوان افراد ہوتے ہیں۔
= دنیا بھر میں ایچ آئی وی سے متاثرہ خواتین کا ایک تہائی حصہ 15 سے 24 سال کی عمروں پر مشتمل ہے۔
= نوجوان افراد جن کی عمر 15 سے 24 سال کے درمیان ہے وہ ایچ آئی وی سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔
= اقوام متحدہ کی تازہ رپورٹ کے مطابق 40 فیصد سے بھی کم نوجوان افراد ایچ آئی وی سے بچنے کے صحیح طریقوں سے واقف ہیں۔

ایشیا کی صورتحال

2008ء کے اعداد و شمار کے مطابق ایشیاء میں:

= 47 لاکھ یا 4.7 ملین افراد ایچ آئی وی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔

= 2008ء کے دوران 3لاکھ پچاس ہزار نئے بالغ افراد اور بچے انفیکشن سے متاثر ہوئے۔

= 2008ء کے دوران ایشیا میں 3لاکھ 30ہزار افراد ایڈز کی وجہ سے موت کا شکار ہوئے۔

پاکستان میں ایچ آئی وی اور ایڈز کی صورتحال:

نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام (NACP) وزارت صحت حکومت پاکستان اسلام آباد کے اعداد و شمار کے مطابق اس وقت پاکستان میں:

= 96000افراد ایڈز میں مبتلا ہیں۔

= ان میں 27000 خواتین شامل ہیں۔

= اب تک پاکستان میں 30ہزار کے لگ بھگ افراد ایڈز کے باعث موت کا شکار ہو چکے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ افراد کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ ہو سکتی ہے۔

سرنج کے ذریعے نشہ استعمال کرنے والوں میں ایچ آئی وی اور ایڈز کی شرح زیادہ ہے۔

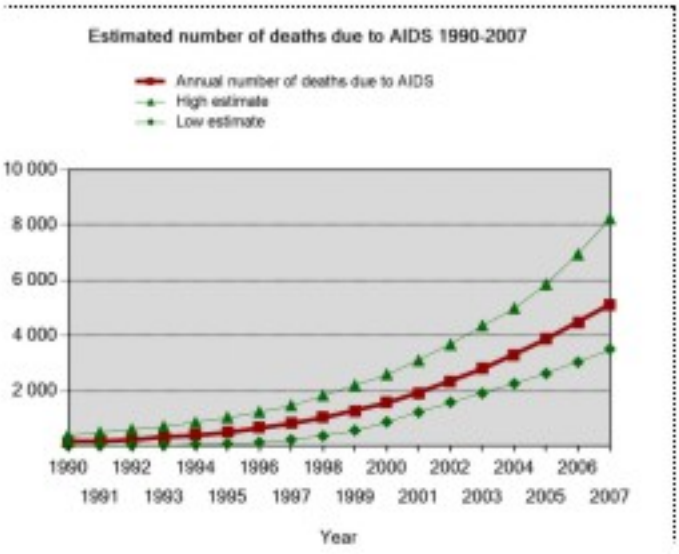

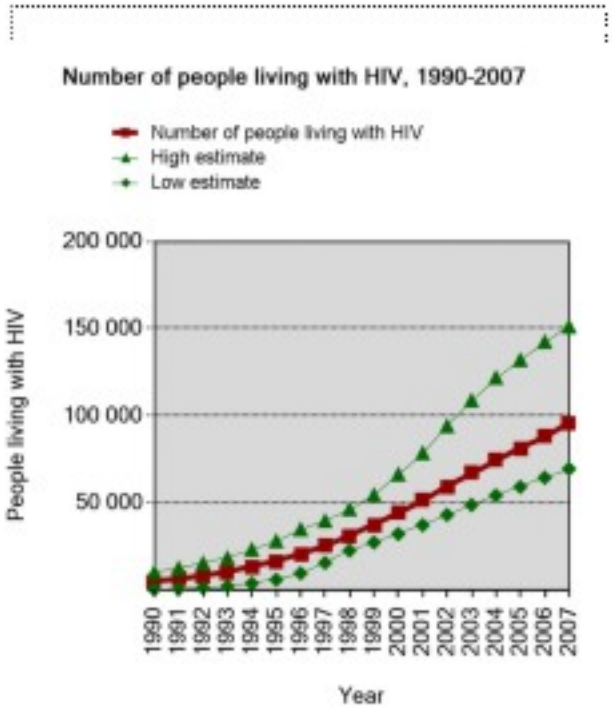

حوالہ: نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام۔ویب سائٹ

http://apps.who.int/globalatlas/predefinedReports/EFS2008/full/EFS2008_PK.pdf

پاکستان میں ایچ آئی وی اور ایڈز کی صورت حال اور اس کے تدارک میں حکومت پاکستان کا کردار:

ایچ آئی وی اور ایڈز کا پہلا مریض ایک افریقی ملاح تھا، جس کے مرض کی تشخیص اوائل 1980ء میں ہوئی اور پہلا پاکستانی شہری جو 1987ء میں بیرون ملک سے آیا تھا اُس کے ایچ آئی وی سے متاثر ہونے کی رپورٹ ملی تھی۔ اُن دنوں عام خیال یہ تھا کہ صرف غیر ملکی ہی اس موذی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں چونکہ معاشرتی، اخلاقی، مذہبی اور ثقافتی روایات بہت پختہ ہیں لہٰذا اس مرض سے متاثر ہونے کی گنجائش بہت کم ہے۔ لیکن یہ خیال اُس وقت غلط ثابت ہوا جب 1989ء میں ایک پاکستانی شہری، اُس کی بیوی اور بچے ایچ آئی وی سے متاثر پائے گئے۔ اسی سال دو اور افراد، تشخیص کے بعد خون کی منتقلی کے نتیجے میں ایچ آئی وی پازیٹو ثابت ہوئے۔ اُس سال ایچ آئی وی اور ایڈز کے مجموعی طور پر 9 مریض رجسٹر ہوئے۔ 1990ء۔ 1995ء کے دوران زیادہ تر اُن افراد کا ایچ آئی وی سے متاثر ہونے کا پتہ چلا جو بیرون ملک اس وائرس سے متاثر ہو کر پاکستان آئے۔

ایک رپورٹ کے مطابق دسمبر 2008ء تک پاکستان میں کل 5000 افراد ایچ آئی وی اور ایڈز سے متاثر تھے یہ وہ تعداد ہے جو حکومت کے ریکارڈ میں باقاعدہ درج ہے۔ جبکہ بہت سے ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جن کے ٹیسٹ نہیں ہوئے یا جو علاج کے لیے ہسپتال نہیں پہنچے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت پاکستان میں ایچ آئی وی سے متاثرہ افراد کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ ایچ آئی وی اور ایڈز سے متاثرہ افراد کی صحیح تعداد معلوم نہ ہونے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً: (i) ایچ آئی وی سے متاثرہ مرض کے ابتدائی مراحل میں کچھ لوگوں نے سماجی دباؤ کے تحت تشخیص نہ کروائی ہو۔ (ii) ہمارے طبی نظام میں بیماری کی تشخیص کے لیے تربیت یافتہ افراد، تحقیقی اداروں اور مطلوبہ مہارت اور علم کی کمی کے باعث درست تشخیص نہ ہو سکی ہو۔

2007ء میں سرگودھا میں ایک سروے ہوا جس میں انجکشن سے نشہ آور ادویات استعمال کرنے والوں (Injecting Drug Users-IDUs) پر تحقیق کی گئی۔ اُن کے خون کے نمونے بھی لیے گئے تھے۔ اس سروے رپورٹ کے مطابق اندازاً 30 فی صد ایسے افراد کو ایچ آئی وی اور ایڈز لاحق تھا، جو انجکشن سے نشہ آور ادویات استعمال کرتے ہیں۔ یہ اعداد و شمار بلاشبہ ایک خطرناک صورت حال کی نشاندہی کرتے ہیں۔

ایچ آئی وی کے تدارک میں حکومت پاکستان کا کردار:

ایچ آئی وی اور ایڈز کی وبا، پوری دُنیا کے لیے سنگین مسئلے کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اس کے مہلک اثرات کی تشویش ناک صورت حال کے پیش نظر، حالیہ برسوں میں عالمی سطح پر اس مہلک مرض پر قابو پانے کے لیے موثر احتیاطی تدابیر اور اس سے بچاؤ اور باخبر رہنے کے لیے کی گئیں کوششوں

کو اُمید افزا فروغ حاصل ہوا ہے۔ حکومت پاکستان نے اس مسئلے کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے قومی سطح پر ایڈز پر قابو پانے کے لیے 1987ء میں وزارت صحت، اسلام آباد کے تحت نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام (NACP) کا آغاز کیا۔ اِس پروگرام کے تحت قومی اور عالمی اداروں کے تعاون و اشتراک سے مختلف پروگراموں کو ترتیب دیا گیا ہے۔

ابتدائی مراحل میں نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام نے اپنی توجہ ایچ آئی وی سے متعلق لوگوں کی لیبارٹری تشخیص تک محدود رکھی اور ساتھ ہی وفاقی و صوبائی سطح پر منظم و مربوط کوششیں کرنے پر زور دیا گیا۔

2001ء میں عالمی بینک کے مالی تعاون سے نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کو مزید آگے بڑھایا گیا اور ایسے پروگرام بنائے گئے جن کے ذریعے عام لوگوں، خاص طور پر اس سے متاثرہ افراد کی دیکھ بھال اور تربیت کے ذریعے اِس مرض کو مزید پھیلنے سے روکا جا سکے۔ صوبوں میں بھی ایڈز پر قابو پانے کے صوبائی پراجیکٹ شروع کیے گئے۔

نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام مجوزہ مقاصد کے حصول کیلئے اب تک مختلف پروگراموں کا اجرا کر چکا ہے، جن کے ذریعے لوگوں میں اِس خطرناک بیماری کے اسباب اور بچاؤ سے متعلق تدابیر کے بارے آگاہی پیدا کرنے پر زور دیا جا رہا ہے۔

اِس کے علاوہ میڈیا، جس میں ٹیلی ویژن پر آن لائن پروگرام اور ایچ آئی وی پر معلوماتی پروگرام وغیرہ شامل ہیں جن میں پالیسی سازوں کو مختلف اُمور پر گفتگو کے لیے بلایا جاتا ہے تاکہ ایچ آئی وی اور ایڈز کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات دی جا سکیں۔ اسی طرح ریڈیو اور ٹی وی پر اشتہارات کے ذریعے آگاہی پیدا کرنا بھی شامل ہے۔ قومی کانفرنس بھی اِس کا ایک حصہ ہے جس میں اِس بیماری سے متعلق اعداد و شمار، روک تھام کے اقدامات اور علاج کی معلومات کا تبادلہ کیا جاتا ہے۔

ایچ آئی وی اور ایڈز کو روکنے کی سہولیات:

نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام اِس وقت درج ذیل سہولیات فراہم کر رہا ہے۔

- ☆ محفوظ خون کے انتقال اور زیادہ خطرے کی زد میں موجود لوگوں کو مختلف خدمات فراہم کرنا جیسے جنسی کاروبار سے متعلق پیشہ ور لوگوں کو سہولیات اور انجکشن کے ذریعہ نشہ لینے والوں کو سرنج وغیرہ فراہم کرنا۔
- ☆ اِس وقت ملک میں 13 مختلف مقامات پر ایسے مراکز قائم ہیں جہاں ایڈز کے متاثرہ لوگوں کو مفت دوائیں فراہم کی جا رہی ہیں۔
- ☆ ایچ آئی وی حاملہ عورت اور اُس کے بچے کو اِس سے بچاؤ کے لیے سات مقامات پر مراکز موجود ہیں۔
- ☆ نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام نے ایچ آئی وی اور ایڈز سے بچاؤ کے سلسلے میں معلوماتی کتابچے اور دیگر تحریری مواد شائع کیا ہے جس سے عوام کو مفید معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔

ایڈز سے متاثرہ ایک خاندان کی کہانی

Case Study

ایچ آئی وی اور ایڈز آج کی ایک ایسی بیماری ہے جس کے سامنے ساری میڈیکل سائنس بے بس دکھائی دیتی ہے، جو شخص ایک مرتبہ اس مرض میں مبتلا ہوا یا جسے یہ مرض ایک بار چھو گیا موت نے گویا اُسے تاک لیا۔ ہزار جتن کے باوجود وہ اپنی باقی ماندہ زندگی کے دن نارمل طریقے سے گزارنے کے قابل نہیں ہو پاتا۔ نہ صرف یہ کہ بالآخر وہ شخص موت کے گہرے کنویں میں جا گرتا ہے جہاں سے آج تک کسی کی واپسی نہیں ہوئی بلکہ اپنے پیچھے اپنے گھر والوں کے لیے بھی ذلت اور رسوائی کا نہ مٹنے والا داغ چھوڑ جاتا ہے۔ ایڈز سے مرنے والے کے پسماندگان پر کیا بیتتی ہے اس کی ایک جھلک ہمیں خالد کی زندگی میں ملتی ہے۔ آیئے خالد کی کہانی اُسی کی زبانی سنتے ہیں۔

خالد کی کہانی

میری عمر 16 سال سے کچھ اُوپر ہے، گیارہویں جماعت میں داخل ہونے کے تین ہفتے بعد ہی مجھے سکول سے نکال دیا گیا۔ یہ وہ ہائر سیکنڈری سکول تھا جہاں پڑھتے ہوئے مجھے گیارہ سال ہو گئے تھے' اتنے عرصے میں تمام اساتذہ اور ساتھیوں سے ایک تعلق سا ہو گیا تھا اور مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ سکول میرا دوسرا گھر ہے، جہاں مجھے بہت پیار ملا تھا۔

میرے والد برسوں سے ملک سے باہر تھے اور ہم دو بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ ہر ماہ ایک معقول رقم ہمیں والد صاحب بھیجتے تھے جس سے ہماری تمام ضروریات بہت اچھے طریقے سے پوری ہو جاتی تھیں۔ ہمارا گھر ایک خوش حال گھرانہ خیال کیا جاتا تھا۔ والد صاحب کی غیر موجودگی میں ہماری امّی جان نے ماں اور باپ دونوں کردار احسن طریقے سے سرانجام دیے۔ یہ صرف چند ماہ پہلے کی بات ہے جب کہانی کا دوسرا رُخ سامنے آیا۔ حالات کیسے بدلتے ہیں یہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ہوا یوں کہ صحت کی خرابی کی وجہ سے والد صاحب کو ملک واپس آنا پڑا۔ ہمیں بتایا گیا کہ وہ بیماری کی وجہ سے اب کبھی بیرون ملک کام پر نہیں جائیں گے۔

ہمارے والد صاحب نے محلے کے ایک ڈاکٹر سے علاج شروع کروایا۔ اُس نے کئی ٹیسٹ کروائے اور ایک دن اُس نے ابا جان کو اپنے کلینک پر آنے سے منع کر دیا، یہ کہہ کر کہ وہ اُن کا علاج نہیں کر سکتا۔ ہمیں گھر میں اور بھی پریشانی ہونے لگی لیکن ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ مگر رسوائی ہمارا پیچھا چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔ ایک دن ابا جان مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو نمازیوں نے اُنھیں مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا اور آئندہ مسجد نہ آنے کو کہا۔ یہ سارے نمازی وہی تھے جو برسوں سے ہمارے اڑوس پڑوس میں رہ رہے تھے، ہمارے جاننے والے تھے اور والد صاحب کی غیر موجودگی میں ہمارا خیال رکھا کرتے تھے۔ ابھی یہ معمہ حل نہیں ہوا تھا کہ ایک ایک کر کے ہم سب بہن بھائیوں کو سکول/کالج سے فارغ کر کے گھر بھیج دیا گیا۔ بدقسمتی نے تو گویا ہمارے گھر میں ڈیرہ ڈال دیا تھا۔ اسی دوران ہم نے دیکھا کہ کوئی بھی ہمارے گھر آنے، ہم سے بات چیت کرنے، ہم سے کسی قسم کی راہ و رسم رکھنے کو تیار نہیں تھا۔ ہمارے ہم جولی، ہم جماعت جو اکثر اکٹھے کھیلتے، اکٹھے پڑھتے اور ہمیشہ ایک ساتھ رہتے تھے وہ بھی اب ہم سے سلام دُعا کرنے سے کترانے لگے۔

ایک دن ہمارے گھر کے باہر بہت سے لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ میں نے چھت پر سے دیکھا اکثر چہرے جانے پہچانے تھے اور ہمارے والد کے ساتھ اُلجھ رہے

تھے۔ مجھے کچھ سمجھ نہ آئی کہ معاملہ کیا ہے۔ ہمارے والد تو اپنی بیماری اور کمزوری کے باعث اکثر گھر پر ہی رہتے تھے، اُن کا کسی سے کوئی جھگڑا نہ تھا، پھر یہ لوگ ہمارے والد سے کیوں الجھ رہے تھے۔ والد نے گھر آ کر اماں کو بتایا کہ ہمیں یہ محلہ چھوڑنا پڑے گا۔ ہم سب بہن بھائی اپنے والدین کے قریب جمع ہو گئے اور سوچنے لگے آخر کون سی بیماری ہے جو ہمارے والد کو آہستہ آہستہ کھائے جا رہی ہے اور بیماری سے بڑھ کر سب لوگ ہمارا جینا دوبھر کیوں کر رہے ہیں؟

والد صاحب کی صحت مسلسل بگڑتی جا رہی تھی اس لیے امی جان انھیں ایک سرکاری ہسپتال میں لے گئیں اور ہمیں بتایا کہ اُن دونوں کو ایڈز ہے۔ ڈاکٹروں کے مشورے سے ہمارے بھی ٹیسٹ لیے گئے اور بتایا کہ ہم سب بہن بھائی ابھی اس بیماری میں مبتلا نہیں ہوئے۔

اگرچہ اِس بیماری کے حوالے سے ہمارا کوئی قصور نہیں تھا اور ہم معمول کی زندگی گزارنا چاہتے تھے لیکن لوگوں کے شدید ردِعمل کی وجہ سے ہمیں اب اپنا گاؤں چھوڑ کر ایک چھوٹے سے شہر میں، کرائے کے ایک چھوٹے سے مکان میں رہنا پڑا۔ خوشیاں، خوشحالی اور عزت گویا ہم سے روٹھ گئی ہیں۔ اب اماں دن بھر لوگوں کے گھروں میں کام کرتی ہیں اور دونوں بڑے بھائی اب مزدوری کرتے ہیں۔ لیکن اُن کی اب بھی یہی کوشش ہے کہ ہم تینوں چھوٹے بہن بھائی اپنی پڑھائی کو جاری رکھیں۔

سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹروں نے بتایا کہ اب ایسی ادویات سرکاری ہسپتالوں میں بآسانی سے دستیاب ہیں جن کے استعمال سے مریض اب بہتر زندگی گزار سکتے ہیں۔ ہمارے نئے محلے میں کسی کو پتہ نہیں ہے کہ ہم لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں یا کن حالات سے گزر کر آئے ہیں۔ یہاں ہمیں اُس طرح کے معاشرتی مسائل کا سامنا نہیں جیسا کہ اپنے گاؤں میں ہوتا تھا لیکن لگتا ہے کہ ہم گم سے ہو گئے ہیں۔ ہمارے سب دوست، ساتھی، اساتذہ سب ہم سے چھوٹ گئے ہیں۔ سب بہن بھائی تنہائی کا شکار ہیں اور خاموشی سے اپنے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔

لیکن ہم نے ٹھان رکھی ہے کہ ہم نے ہار نہیں ماننی اور تمام کٹھن حالات کا مقابلہ ہر صورت کرنا ہے۔ اپنی تعلیم کو مکمل کرنا ہے اور ایچ آئی وی اور ایڈز سے متعلق مکمل معلومات حاصل کرنی ہیں اور اِن کو دوسروں تک پہنچانا ہے تاکہ آئندہ کسی خالد کو سکول سے نہ نکالا جائے، کسی خاندان کو اپنا آبائی گھر چھوڑنے پر مجبور نہ ہونا پڑے اور کوئی بیوی اپنے شوہر کی موت کے انتظار میں خود بھی گھٹ گھٹ کے مرنے پر مجبور نہ ہو جائے۔

زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس کی حفاظت کے لیے اپنا خون وقتاً فوقتاً ٹیسٹ کرواتے رہنا چاہیے۔

ایچ آئی وی/ایڈز کے پھیلنے کے اسباب اور طریقے

ایچ آئی وی (HUMAN IMMUNE VIRUS-HIV) انسانی جسم میں قدرتی طور پر موجود قوت مدافعت کو کمزور کرنے والا وائرس ہے۔

ایچ آئی وی/ایڈز اکیسویں صدی کی سب سے خطرناک اور جان لیوا بیماری ثابت ہوئی ہے۔ اِس بیماری کی ہولناکی میں اضافہ اس لیے بھی ہو جاتا ہے کہ تا حال اِس کا علاج دریافت نہیں ہو سکا۔ اِس بیماری سے بچنے کا واحد ذریعہ حفاظتی تدابیر ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس موذی بیماری کے پھیلنے کے اسباب اور طریقوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ آگاہی حاصل کی جائے۔ درست معلومات نہ ہونے کے باعث اور ضروری احتیاطی تدابیر اختیار نہ کیے جانے کے باعث پاکستان میں ایچ آئی وی/ایڈز کا شکار ہونے والے لوگوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق 2009ء تک پاکستان میں ایچ آئی وی مثبت لوگوں کی تعداد ایک لاکھ (100000) سے زائد ہے۔ اور ایڈز سے متاثرہ اور باقاعدہ رجسٹرڈ لوگوں کی تعداد تقریباً پانچ ہزار (5000) تک پہنچ چکی ہے جو کہ انتہائی تشویشناک صورت حال ہے۔ پریشان کن صورت حال یہ ہے کہ ایچ آئی وی میں مبتلا زیادہ تر افراد کی عمریں پندرہ اور پچیس (15-25) سال کے درمیان ہیں جبکہ ایڈز سے متاثرہ افراد کی عمریں پچیس سے پینتیس (25-35) سال کے درمیان پائی گئی ہیں۔ ان اعداد و شمار سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ اِس بیماری کا سب سے زیادہ شکار نوجوان نسل ہے۔

نوجوان کسی بھی ملک اور قوم کا قیمتی سرمایہ اور اُس کے مستقبل کی ضمانت ہوتے ہیں' اِس لیے یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کہ انھیں ایچ آئی وی/ایڈز کے پھیلنے کے اسباب اور طریقوں سے آگاہی دلائی جائے۔ اِس بیماری کے پھیلنے کے اہم اسباب درج ذیل ہیں:۔

1۔ جنسی ملاپ:

اَسّی فی صد (80%) لوگوں میں یہ بیماری جنسی ملاپ کی وجہ سے ایک سے دوسرے میں منتقل ہوتی ہے کیونکہ اِس بیماری کا وائرس انسانی مادہ تولید میں موجود ہوتا ہے اور اگر ایک شخص خواہ مرد ہو یا عورت پہلے سے اِس سے متاثر ہے تو دوسرے تک اِس وائرس کی منتقلی جنسی ملاپ کے ذریعے یقینی ہو جاتی ہے۔

2۔ جنسی بے راہ روی:

ہم جنس پرستی خواہ مردوں میں ہو یا عورتوں میں، اِس بیماری کو پھیلانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

3۔ غیر محفوظ انتقال خون:

ایچ آئی وی/ایڈز کے پھیلنے کی ایک اہم وجہ غیر محفوظ طریقے سے انتقال خون بھی ہے۔ بعض اوقات ہسپتالوں میں خون کو ایچ آئی وی ٹیسٹ کیے بغیر دوسرے مریضوں کو دیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات سوئی، بلیڈ، چاقو یا تیز دھار آلے سے زخمی ہونے کی صورت میں بھی ایچ آئی وی/ایڈز کا وائرس انسانی جسم میں منتقل ہو جاتا ہے، بشرطیکہ یہ اوزار کسی متاثرہ شخص پر استعمال سے آلودہ ہو گئے ہوں اور صاف کیے بغیر کسی دوسرے شخص پر استعمال کیے گئے ہوں۔ چونکہ تھیلسیمیا (Thalassemia) کے شکار افراد کو وقفے وقفے سے خون لگایا جاتا ہے اِس لیے اِس خون کو اچھی طرح ٹیسٹ کر کے مریض کو دیا جانا چاہیے۔

4۔ متاثرہ ماں سے بچے کو:

اگر خدانخواستہ ماں ایچ آئی وی اور ایڈز کا شکار ہے تو اُس سے پیدا ہونے والا بچہ بھی ایچ آئی وی/ایڈز کا شکار ہو جائے گا۔

5۔ نشے کے عادی افراد:

نشے کے عادی افراد ایک ہی سرنج ایک سے زیادہ افراد بار بار استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے ایچ آئی وی/ایڈز کا وائرس بہت سارے لوگوں میں منتقل ہو جاتا ہے۔

یہ وائرس بیماریوں کے خلاف انسان کے اندر موجود دفاعی نظام پر حملہ آور ہو کر اُسے کمزور کرتا ہے۔ جب یہ نظام کمزور ہو جاتا ہے تو انسان آسانی سے مختلف قسم کی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ عمل بہت سُست روی سے ہوتا ہے اور کئی سال تک متاثرہ آدمی کو یہ احساس ہی نہیں ہو پاتا کہ وہ اس مرض کا شکار ہو چکا ہے۔ شروع شروع میں تو کسی ٹیسٹ سے بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ کوئی شخص کس حد تک اس میں مبتلا ہو چکا ہے۔ ایک عرصے تک یہ وائرس جسم میں رہنے کے بعد سرگرم عمل ہوتا ہے اور دفاعی نظام کو کمزور کرنا شروع کر دیتا ہے اور آہستہ آہستہ جسم ایسی کیفیت سے دوچار ہو جاتا ہے جسے ایڈز (AIDS) یعنی (Acquired Immune Deficiency Syndrome) کہتے ہیں۔ جسم کی یہ کیفیت اُس وقت ہوتی ہے جب اُس کا دفاعی نظام بالکل جواب دے چکا ہوتا ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہتا ہے۔

دیگر ذرائع:

ایچ آئی وی رایڈز، کان اور ناک چھدوانے، دندان ساز اور حجام کے آلودہ اوزاروں اور ختنے کرنے کے دوران استعمال ہونے والے آلودہ آلات سے بھی پھیلتی ہے۔ البتہ برطانوی طبی جریدے کی تحقیق کے مطابق شروع ہی میں ختنے کروا لینے والے لوگ اس بیماری کا کم شکار ہوتے ہیں نسبتاً اُن لوگوں کے جو ختنے نہیں کرواتے۔ آکوپنکچر طریقہ علاج میں استعمال ہونے والی آلودہ سوئیاں، ایک سے زیادہ افراد استعمال کریں تو بھی یہ بیماری پھیل سکتی ہے۔

اس بات کا خاص اہتمام کیا جانا چاہیے کہ ناک، کان اور خاص طور پر دانتوں کے ڈاکٹر جو اوزار استعمال کرتے ہیں اُنھیں ہر استعمال سے پہلے اور بعد میں جراثیم کُشی کے عمل (Sterilization) سے گزارنا چاہیے۔

اسی طرح حجام حضرات کو تربیت دی جانی چاہیے کہ وہ اپنے اوزاروں کو اچھی طرح صاف رکھا کریں تاکہ اُن کی بے احتیاطی سے کسی کی جان خطرے میں نہ پڑ جائے۔

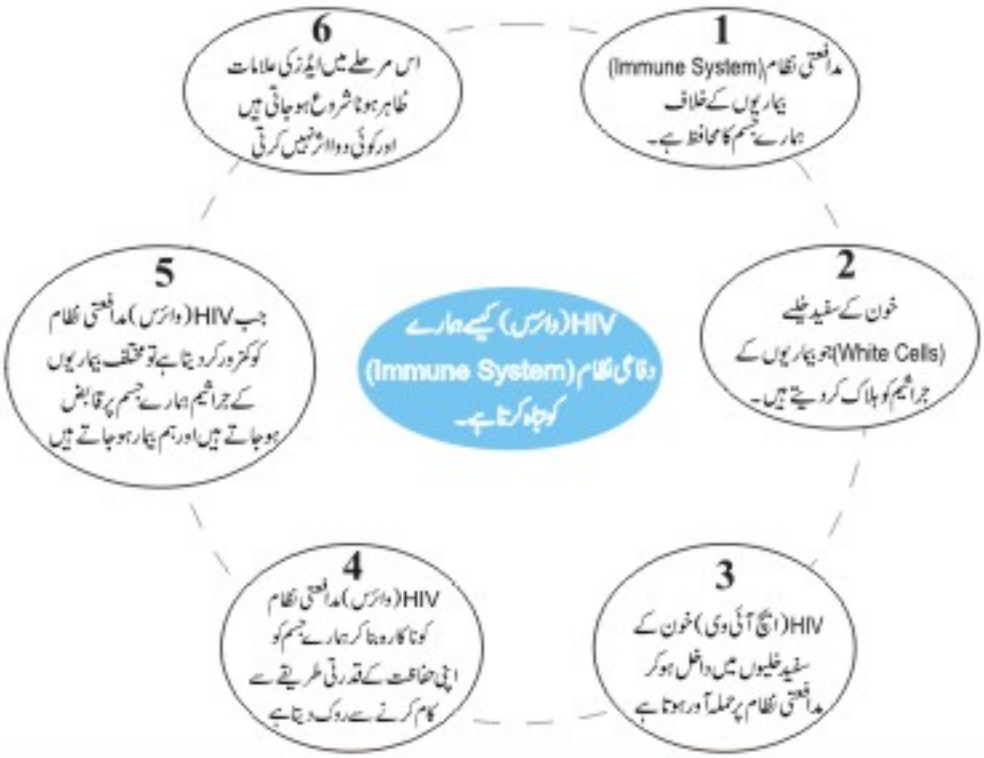
1
مدافعتی نظام (Immune System) بیماریوں کے خلاف ہمارے جسم کا محافظ ہے۔
2
خون کے سفید خلیے (White Cells) جو بیماریوں کے جراثیم کو ہلاک کر دیتے ہیں۔
3
HIV (ایچ آئی وی) خون کے سفید خلیوں میں داخل ہو کر مدافعتی نظام پر حملہ آور ہوتا ہے
4
HIV (وائرس) مدافعتی نظام کو ناکارہ بنا کر ہمارے جسم کو اپنی حفاظت کے قدرتی طریقے سے کام کرنے سے روک دیتا ہے
5
جب HIV (وائرس) مدافعتی نظام کو کمزور کر دیتا ہے تو مختلف بیماریوں کے جراثیم ہمارے جسم پر قابض ہو جاتے ہیں اور ہم بیمار ہو جاتے ہیں
6
اس مرحلے میں ایڈز کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور کوئی دوا اثر نہیں کرتی
HIV (وائرس) کیسے ہمارے دفاعی نظام (Immune System) کو تباہ کرتا ہے۔

ایچ آئی وی/ایڈز اور انسانی حقوق:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اُسے شعور دیا کہ وہ ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔ نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ وآلہ وسلم نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمانوں پر چھے قسم کے حقوق بیان فرمائے۔ اِن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب ایک مسلمان بیمار ہو تو اُس کی عیادت کی جائے اور اُس کی تکلیف کم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایچ آئی وی اور ایڈز جیسی بیماری کی صورت میں تو انسانی حقوق دو طرح سے ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ لوگوں کو اِس جان لیوا مرض سے بچانے کی کوشش کی جائے جس کے لیے اُنھیں اِس کے پیدا ہونے کے اسباب اور بچاؤ کی تدابیر سے آگاہ کیا جائے اور دوسرے یہ کہ اگر کوئی اِس میں کسی وجہ سے مبتلا ہو جائے تو اُس کے ساتھ حُسن سلوک کا برتاؤ کرتے ہوئے اُس کی مشکلات کم کرنے کی کوشش کی جائے۔

ایچ آئی وی اور ایڈز سے منسلک چند انسانی حقوق یہ ہیں:

چونکہ ایچ آئی وی/ایڈز کا وائرس انسانی خون اور مرد اور عورت کی جنسی رطوبتوں میں پایا جاتا ہے اسی لیے اِس کے پھیلنے کے اسباب میں انسانوں کا غیر محفوظ، اور غیر فطری جنسی عمل سب سے اہم اور بنیادی سبب ہے۔ اسی وجہ سے اِس بیماری کو اخلاقی انحطاط کے حوالے سے بھی دیکھا جاتا ہے اور ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ افراد کو معاشرے میں انتہائی بُرا خیال کیا جاتا ہے۔

ضرورت اِس امر کی ہے کہ HIV/AIDS سے متاثرہ افراد کو تنہائی اور کسمپرسی کی زندگی سے نکالا جائے اور اُنھیں وہ تمام حقوق فراہم کیے جائیں جو انسانی حقوق کا چارٹر اُنھیں فراہم کرتا ہے۔ ان میں سے چند اہم انسانی حقوق یہ ہیں:۔

1۔ معاشرتی احترام:

ہم سب کو یہ مدِ نظر رکھنا چاہیے کہ ضروری نہیں ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ فرد جنسی بے راہ روی کے باعث ہی اِس کا شکار ہوا ہو۔ اِس کی کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے، مثلاً آلودہ خون یا اوزاروں کا استعمال وغیرہ۔ لہٰذا ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی بھی فرد کے لیے ایسا رویہ اختیار نہ کرے، جس کی وجہ سے اُس کی عزتِ نفس مجروح ہو۔ ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ افراد کے ساتھ معاشرتی تعلقات محدود نہ کیے جائیں اور اُنھیں تنہائی کا شکار ہونے سے بچایا جائے تاکہ وہ دیگر نفسیاتی مسائل کا شکار ہوئے بغیر ممکنہ حد تک معمولاتِ زندگی انجام دے سکیں۔

2۔ تعلیم کا حق:

تعلیم کا حصول ایک بنیادی انسانی حق ہے جسے قومی و عالمی ہر دو سطحوں پر تسلیم کیا گیا ہے۔ نوجوانوں میں چونکہ ایچ آئی وی/ایڈز کا پھیلاؤ زیادہ ہوتا ہے اِس لیے ایک تو نوجوانوں کو تعلیم و معلومات کی فراہمی کے ذریعے اِس مرض کا شکار ہونے سے بچایا جائے اور دوسرے اُن خاندانوں کے بچوں کو جن کے والدین یا اُن میں سے کسی ایک کے اِس مرض میں مبتلا ہونے کے سبب تعلیم سے محروم ہو گئے ہیں اُن کی تعلیم کا مناسب انتظام کیا جائے۔

تعلیم کے انسانی حق میں مذہبی تعلیم بھی شامل ہے جو ایچ آئی وی/ایڈز سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

3۔ ملازمت کا حق:

کسی فرد کو اس وجہ سے ملازمت دینے سے انکار نہیں کیا جانا چاہیے کہ وہ ایچ آئی وی مثبت ہے یا ایڈز کا مریض ہے، کیونکہ اہلیت کی بنا پر ملازمت کے حصول کے لیے یکساں مواقع سے مستفید ہونا ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ایچ آئی وی / ایڈز سے متاثرہ افراد کو ترجیحی طور پر ملازمت دی جائے تاکہ وہ نفسیاتی مریض نہ بننے پائیں اور اپنی معاشی مشکلات پر قابو پانے کے اہل ہو سکیں۔ مزید براں یہ کہ پہلے سے ملازمت میں موجود لوگوں میں سے کوئی اگر ایچ آئی وی / ایڈز میں مبتلا ہو جائے تو اُسے ملازمت کا تحفظ دے کر اُس کی مشکلات کم کی جائیں۔

4۔ علاج معالجے کا حق:

اچھی صحت کے ساتھ ساتھ بیماری کی صورت میں ہر فرد کا علاج بھی ایک مسلمہ انسانی حق ہے، اس لیے ریاست اور معاشرے دونوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو علاج معالجے کی مناسب سہولیات فراہم کریں۔ ایچ آئی وی / ایڈز سے متاثرہ افراد جو معاشی طور پر کمزور ہوں اور اپنے علاج کا خرچ برداشت نہ کر سکتے ہوں اُن کا حکومتی سطح پر علاج ہونا چاہیے۔ نیز ایچ آئی وی / ایڈز کے تشخیصی ٹیسٹ کروانے کی سہولت فراہم کرنا بھی ریاستی ذمہ داری اور لوگوں کا بنیادی حق ہے۔

5۔ نجی زندگی کا حق:

ہر فرد کا حق ہے کہ وہ اپنی زندگی مذہبی، معاشرتی اور سماجی حدود کے اندر رہتے ہوئے آزادانہ طور پر گزار سکے۔ دوسروں کی ٹوہ میں رہنا اور اُن کی کمزوریاں تلاش کرنا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اور اسلامی تعلیمات کے منافی بھی ہے۔ اگر کوئی شخص ایچ آئی وی / ایڈز میں مبتلا پایا جائے تو اُس کی تشہیر کرتے پھرنا اور معاشرتی طور پر اُسے الگ تھلگ کرنا انسانی حقوق کے منافی اور بداخلاقی کے زمرے میں آتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جب قومیں بے راہ روی اور فحاشی کے کام کھلے عام کرنے لگیں تو اُن میں طاعون اور دیگر خطرناک متعدی بیماریاں پھیل جائیں گی جن کے بارے میں پہلے کبھی سُنا یا دیکھا نہ ہوگا''

(ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات)

تعلیم سب کیلئے کا تاریخی لائحہ عمل اور ایڈز سے تحفظ کی تعلیم

اپریل 2000ء میں سینیگال کے شہر ڈاکار میں عالمی تعلیم فورم کا انعقاد ہوا جس میں 164 ممالک کے وزرائے تعلیم، عالمی اداروں اور انجمنوں کے ماہرین نے شرکت کی۔ پاکستان سے اس وقت کی وفاقی وزیر تعلیم اور چار صوبائی وزراء نے اس اہم اجلاس میں شرکت کی اور ڈاکار کے تاریخی اعلامیے یا لائحہ عمل پر دستخط کیے۔ ڈاکار لائحہ عمل کے ذریعے تمام شریک ممالک (بشمول پاکستان) نے ایڈز سے تحفظ اور نوجوانوں کو زندگی کی مہارتوں کے تعلیمی مواقع بہم پہنچانے کا عہد کیا۔ متعلقہ شق کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''ایچ آئی وی / ایڈز کی وباء کے خلاف جنگ کے لیے تعلیمی پروگراموں اور دیگر اقدامات کا بنگامی بنیادوں پر اجراء کیا جائے گا۔'' (شق نمبر VIII-8)

ایچ آئی وی اور ایڈز کے فرد اور معاشرے پر اثرات

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

علامہ اقبال کے نزدیک اچھی اور کامیاب قوم اسی وقت تشکیل پا سکتی ہے جب اُس قوم کے افراد ہر پہلو سے بہترین صلاحیتوں کے مالک ہوں۔ یہ صلاحیتیں جسمانی بھی ہو سکتی ہیں، سماجی سوجھ بوجھ سے متعلق بھی، معاشی اور معاشرتی بھی، ذہنی بھی اور اخلاقی اور روحانی بھی۔

بیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کے شروع میں، انسان نے طبِ وصحت کے میدان میں اِس قدر ترقی کر لی تھی کہ بہت سے موذی امراض جو کبھی لاعلاج سمجھے جاتے تھے اب قابل علاج ہو چکے تھے، لیکن بدقسمتی سے چند ایسے مہلک نئے امراض نے بھی جنم لے لیا جو ابھی تک میڈیکل سائنس کی دسترس سے باہر ہیں۔ ہیپاٹائٹس بی اور سی، کینسر کی مختلف شکلیں اور ایچ آئی وی ایڈز خاص طور پر اہم ہیں۔ اِن میں سے پہلی دو بیماریاں ایسی ہیں جن کا علاج موجود ہے اور بروقت تشخیص کر لی جائے تو اِن پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اِن کی بروقت تشخیص ممکن بھی ہے۔ ایچ آئی وی ایڈز اِن کے مقابلے میں ایک ایسی بیماری ہے جس کا علاج ابھی ممکن ہی نہیں، البتہ احتیاط کر کے اِس سے بچا ضرور جا سکتا ہے۔ اِس موذی مرض کے جو اثرات فرد، خاندان، معاشرے اور قوم بلکہ دُنیا پر مرتب ہوتے ہیں وہ نہایت تباہ کن ہوتے ہیں۔ اُن میں سے چند اہم یہ ہیں:۔

فرد پر اثرات:

1۔ جسم کے اندر قدرتی طور پر موجود خودکار مدافعتی نظام آہستہ آہستہ ناکارہ ہو جاتا ہے اور فرد جسمانی طور پر کمزور سے کمزور تر ہوتا جاتا ہے۔ جب وہ جسمانی طور پر کمزور اور معاشرتی سطح پر نظر انداز ہوتا ہے تو اُس کے لیے کام کرنا اور اپنی آمدنی کو برقرار رکھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ جہاں اُس کی عزتِ نفس بُری طرح مجروح ہوتی ہے وہاں اُس کی جسمانی صلاحیت اور آمدنی بھی کم ہو جاتی ہے۔

2۔ وہ علاج سے مایوس ہو کر نفسیاتی مریض بن جاتا ہے اور اُسے اخلاقی اور معاشرتی سطح پر عزت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ وہ تنہائی کا شکار ہو جاتا ہے۔ زندگی اُس کے لیے بوجھ بن جاتی ہے۔

3۔ ایچ آئی وی/ایڈز کا مریض جس طرح خود لحہ بہ لحہ موت کے قریب ہوتا جاتا ہے اسی طرح دیگر افراد اور اہل خانہ اُس سے دُور ہوتے جاتے ہیں۔ معاشی بدحالی کے باعث اُس کے بچے تعلیم سے دُور اور بے راہ روی کا شکار ہونے لگتے ہیں۔

4۔ گھلتے گھلتے بالآخر وہ فرد موت کے منہ میں چلا جاتا ہے اور اپنے پیچھے حسرت و یاس کی داستان چھوڑ جاتا ہے۔

خاندان اور معاشرے پر اثرات:

1۔ جب خاندان کا ایک فرد اِس مرض کا شکار ہوتا ہے تو یقینی طور پر اُس خاندان کی آمدنی کم اور اخراجات زیادہ ہونے لگتے ہیں، جس سے وہ مالی مسائل میں پھنس جاتا ہے۔ نتیجتاً ایک طرف اُس خاندان کی بنیادی ضروریات مثلاً بچوں کی تعلیم وغیرہ پر منفی اثرات پڑتے ہیں اور دوسری طرف بہت سارا روپیہ اِس موذی بیماری سے نجات پانے پر خرچ ہونے لگتا ہے یوں وہ خاندان قرض کے بوجھ تلے دبتا چلا جاتا ہے۔

2۔ ایسا شخص اگر شادی شدہ ہو، تو اُس سے دوسرے فریق کو یہ بیماری منتقل ہونے کا خطرہ شدت کے ساتھ موجود رہتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو اِس خاندان میں پیدا ہونے والے بچوں کا اِس موذی مرض کا شکار ہونے کا یقینی خطرہ موجود رہتا ہے۔

3۔ مالی مسائل کے ساتھ ساتھ معاشرتی سطح پر بھی وہ خاندان لوگوں کی نظروں میں گر جاتا ہے۔ خاص طور پر پاکستان جیسے ملک میں جہاں مذہبی اور اخلاقی اقدار کی بڑی اہمیت ہے، اِس بیماری والے خاندان کی مشکلات اور بڑھ جاتی ہیں، کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ شخص اخلاقی بے راہ روی سے اس کا شکار ہوا ہے۔

4۔ بہت سے خاندان اِس بیماری کا شکار ہوں اور اُن کی تعداد بڑھتی جائے تو معاشرے اور قوم کو مختلف شعبوں میں، جیسے صنعت، زراعت، تجارت وغیرہ کے لیے مطلوب افرادی قوت کا حصول مشکل ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں اُس ملک کی ترقی رُک جاتی ہے۔ افریقہ کے کئی ممالک کو اِس طرح کی صورت حال کا سامنا ہے۔ جہاں ایڈز کی وجہ سے اب تک لاکھوں افراد موت کے منہ میں جا چکے ہیں جس کی وجہ سے تعلیمی ادارے بند اور فیکٹریاں اور کھیت ویران ہو گئے ہیں۔

5۔ معاشرے اور قوم کی مالی بدحالی بہت سی معاشرتی برائیوں کو جنم دیتی ہے۔ جھوٹ، چوری، دھوکہ دہی، ناجائز منافع خوری، سفارش اور رشوت جیسی خرابیاں پوری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ معاشرتی سطح پر افراد اور خاندان کا باہمی تعلق مجموعی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔ باہمی محبت و یگانگت ختم ہو جاتی ہے اور لوگ تنہائی کا شکار ہو کر نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔

ذرا سوچئے!!

کیا انسان اتنا ہی بے بس و لاچار ہے کہ وہ اِس موذی مرض سے بچاؤ کے لیے کچھ نہیں کر سکتا؟ اِس کا سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور عطا کر کے اُسے زمین پر اپنے خلیفہ کا درجہ عطا کیا ہے۔ اِس عطا کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال و افکار کو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے دستور کے مطابق ڈھالے۔ اگر ایسا ہو تو نہ صرف اِس مرض سے بلکہ بہت سے دوسرے مسائل سے بچنے کی ضمانت مل جائے گی۔

یاد رکھیے!

'زندگی' اللہ تعالیٰ کا ہم پر اُس کا سب سے بڑا انعام ہے۔ جتنا بڑا یہ انعام ہے اُس کی حفاظت کا تقاضا بھی اُسی قدر زیادہ ہے، اِس تقاضے کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنی صحت کی حفاظت کرے۔ جلوت و خلوت ہر موقعہ پر بطور مسلمان ہم عفت، پاک دامنی اور پاکیزگی و طہارت کو اصل روح کے مطابق اپنا کر اپنے آپ کو، اپنے خاندان، اپنے معاشرے اور قوم کو اِس لاعلاج موذی اور جان لیوا مرض اور اُس کے تباہ کن اثرات سے محفوظ بنا سکتے ہیں۔ یوں ہم اللہ تعالیٰ کی امانت 'زندگی' کی پاسداری کا حق ادا کر سکیں گے بلکہ اپنے پیچھے ایک صحت مند اور پاکیزہ معاشرہ چھوڑ سکیں گے۔

ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ افراد کی دیکھ بھال

اِس میں کوئی شک نہیں کہ ایچ آئی وی/ایڈز ایک نا قابل علاج اور جان لیوا مرض ہے اور ایک متاثرہ شخص سے دوسرے کو منتقل ہو سکتا ہے اور جس کو بھی منتقل ہو جائے وہ وقت کے ساتھ ساتھ موت کے قریب تر ہوتا جاتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایچ آئی وی کا وائرس خاص صورتوں میں ہی منتقل ہوتا ہے محض کسی متاثرہ شخص کے ساتھ ہاتھ ملانے، اکٹھے کھانا کھانے اور ایک جگہ رہنے سے اِس وائرس کے منتقل ہونے کا کوئی امکان نہیں رہتا۔

بدقسمتی سے ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ افراد کے بارے میں ہمارا مجموعی معاشرتی رویہ قابلِ تحسین نہیں اور ہم اپنی معاشرتی زندگی میں عملی طور پر ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ افراد کے ساتھ اس قدر امتیازی سلوک روا رکھتے ہیں کہ متاثرہ افراد نفسیاتی طور پر اِس بات پر مجبوراً آمادہ ہو جاتے ہیں کہ وہ معاشرتی علیحدگی اختیار کر لیں اور اِس ضمن میں دوست، احباب اور عزیز و اقارب بھی مثبت کردار ادا نہیں کرتے۔

ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ افراد کی دیکھ بھال کے لیے جو اقدامات کیے جا سکتے ہیں اُن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

1۔ طبّی سہولیات کی فراہمی:

اگرچہ ایچ آئی وی/ایڈز کا تا حال کوئی مکمل علاج دریافت نہیں ہوا ہے تاہم متاثرہ افراد کو (Antivetroviral) تھراپی کے ذریعے زیادہ عرصہ تک صحت مندانہ زندگی گزارنے کے قابل بنایا جا سکتا ہے۔ چونکہ قوتِ مدافعت میں کمی کے باعث متاثرہ افراد مختلف بیماریوں کا بھی جلد شکار ہو جاتے ہیں اِس لیے ضروری ہے کہ اُن کے بروقت علاج کے لیے اُنھیں طبّی سہولیات فراہم کی جائیں اور ممکنہ حد تک اُنھیں ایسا ماحول فراہم کیا جائے جس میں وہ ایچ آئی وی/ایڈز کا زیادہ اعتماد کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔

2۔ روزمرہ معمولاتِ زندگی میں تعاون:

چونکہ ایچ آئی وی کا وائرس روزمرہ کے معمولات بجالاتے ہوئے اکٹھے کام کرنے اور ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے منتقل نہیں ہوتا اِس لیے ہمارے اردگرد کوئی متاثرہ شخص موجود ہو تو محض اِس بے وجہ خوف سے کہ یہ مرض ہم میں منتقل ہو جائے گا اُسے اپنے ساتھ شریکِ کار کرنے اور میل جول رکھنے میں ذرا بھی تامّل نہیں کرنا چاہیے۔ ان دیکھے اندیشے کی وجہ سے متاثرہ افراد کو تنہائی میں دھکیل کر اُنھیں اذیت میں مبتلا کرنے کی بجائے اُنھیں اپنے ساتھ شامل کر کے جینے کا حوصلہ دینا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ متاثرہ افراد کو طبّی، جذباتی اور نفسیاتی مدد فراہم کر کے اُن کی زندگی کے بقیہ دن خوشگوار بنانے کی کوشش کریں۔

3۔ متاثرہ گھرانوں کی معاشی بحالی:

اگر کسی گھر کا کفیل ایڈز کی وجہ سے موت کا شکار ہو جائے تو پورا خاندان معاشی و معاشرتی مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر کسی ایک شخص کی اپنی غلطی کی وجہ سے اُس کے خاندان کو یہ دن دیکھنے پڑے ہیں تو اِس میں اُن معصوم بچوں اور بے گناہ عورتوں کا کیا قصور ہے۔ ہمارا رویہ ایسا ہونا چاہیے کہ

متاثرہ خاندان نہ تو تنہائی کا شکار ہونے پائے اور نہ معاشی مشکلات کے باعث اُن کی بنیادی ضروریات پوری ہونے سے رہ جائیں۔ ہمیں اپنے اپنے دائرہ کار میں ایسے خاندانوں کی مدد کرنی چاہیے۔

4۔ عزتِ نفس کی بحالی:

ایچ آئی وی/ایڈز کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ یہ بیماری جنسی بے راہ روی سے پھیلتی ہے، لہٰذا متاثرہ افراد کے بارے میں ہمارے معاشرے کا روّیہ بے حد منفی ہو جاتا ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ متاثرہ فرد کسی جنسی بے راہ روی کی وجہ سے ہی اس کا شکار ہوا ہو۔ بعض اوقات دوسروں کی لاپرواہی اور غیر ذمہ داری بھی یہ بیماری پھیلانے کا سبب بنتی ہے۔ معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ تمام متاثرہ افراد کی عزتِ نفس کا خیال رکھے اور انھیں بھی معاشرے کا ایک معزز فرد سمجھتے ہوئے معاشرتی دھارے میں لایا جائے تاکہ اُن کا اعتماد بحال ہو اور وہ بہتر انداز میں بیماری اور اُس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مشکلات کا مقابلہ کر سکیں۔

5۔ تعلیمی اداروں اور دفاتر میں روّیہ:

زندگی میں بسا اوقات ہمیں اپنے قرب و جوار اور کام کے ماحول میں ایسے لوگوں سے واسطہ پڑ سکتا ہے جو ایچ آئی وی اور ایڈز کا شکار ہوں۔ ایسے میں ہمارا روّیہ بطور ساتھی طالب علم یا ساتھی کارکن کے نہایت مثبت اور تعمیری ہونا چاہیے۔ ہمیں اپنی کسی بھی حرکت سے خواہ زبانی ہو یا اشاروں کنایوں سے ایسے افراد کی دل آزاری کا سبب نہیں بننا چاہیے۔ اُن کے کام اور تعلیم میں اُن کی مدد کرنی چاہیے تاکہ اُن میں کسی قسم کا احساس کمتری پیدا نہ ہونے پائے اور وہ معمول کی زندگی بسر کر سکیں۔

ایڈز کے بارے میں عالمی سیاسی اعلامیہ (2006)

15 جون 2006ء کو اقوام متحدہ کے تمام رکن ممالک نے جنرل اسمبلی کی قرارداد بعنوان: ''ایچ آئی وی ایڈز کے بارے میں سیاسی اعلامیہ'' منظور کیا، اس اعلامیے کی ایک شق کا ترجمہ یہاں درج کیا جا رہا ہے:

ہم تمام ممالک عہد کرتے ہیں کہ:۔

''.....ایڈز سے متاثرہ افراد کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کے لئے قانون سازی کریں گے اور وہ تمام اقدام اٹھائیں گے، جن کے ذریعے ایڈز سے متاثرہ افراد اور ان کے اہل خانہ کے لئے یہ ممکن ہو کہ وہ اپنے بنیادی انسانی حقوق استعمال کر سکیں، بشمول تعلیم، وراثت، روزگار، علاج معالجہ، سماجی اور طبی سہولیات، معلومات اور قانونی تحفظ وغیرہ۔''

(شق نمبر 29: اقوام متحدہ، سیاسی اعلامیہ 2006ء)

ایڈز اور ملکی قوانین

ایڈز کے مریضوں سے امتیازی سلوک یا ناروا برتاؤ کی ممانعت ہے۔ بحیثیت انسان وہ جملہ انسانی حقوق اور سہولیات کے مستحق ہیں۔ ایچ آئی وی اور ایڈز سے بچاؤ اور علاج کے ایکٹ 2007ء (مسودہ) کے تحت ایڈز کے مریضوں سے امتیازی سلوک یا ملازمت سے پہلے سکریننگ (Screening) غیر قانونی ہے۔

ایچ آئی وی/ایڈز کی روک تھام میں اساتذہ اور طلبہ کا کردار

آج کے معاشرے کو صحت کے اعتبار سے جن بڑے مسائل اور آزمائشوں کا سامنا ہے اُن میں سے ایچ آئی وی اور ایڈز شاید اس صدی کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔ 1981ء سے اب تک دُنیا کے مختلف ممالک میں 25 ملین افراد اس موذی اور مہلک مرض کا شکار ہو کر لقمہ اجل بن جاتے ہیں اور ہر سال مزید لاکھوں افراد اس کا شکار بنتے ہیں۔ دستیاب اعداد و شمار کے مطابق پندرہ سے پچیس سال تک کی عمر کے افراد میں اس بیماری کے پھیلنے کی شرح زیادہ نمایاں ہے۔ اگرچہ یہ لاعلاج مرض ہے تاہم حفاظتی تدابیر کے ذریعے اس بیماری سے بچاؤ کا مؤثر اہتمام ممکن ہے۔

اخلاقی برائیوں اور ذہنی و جسمانی بیماریوں سے پاک معاشرہ ہی حقیقی معنوں میں صحت مند معاشرہ کہلاتا ہے۔ معاشرے کو اپنے افراد کی صحت کو برقرار رکھنے اور بہتر بنانے کے لیے محض ڈاکٹرں، ادویات اور ہسپتالوں کی فراہمی کا ہی انتظام کرنا کافی نہیں ہوتا بلکہ اپنے تمام لوگوں کی ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشنا اور اخلاق و عادات کو اس طرح سنوارنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ اُن کے کبھی اور کسی موقع پر بے راہ اور گمراہ ہونے کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے۔ اس منزل کو پانے کے لیے والدین، اساتذہ، طلبہ، علما، سیاستدانوں اور دیگر بااثر طبقوں کے کاندھوں پر بھاری ذمہ داری ہے۔ یہاں ہم اساتذہ اور طلبہ کے کردار کا ذکر کریں گے۔

طلبہ کا کردار:

اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ اس بیماری کے پھیلنے کی شرح نوجوانوں میں بہت زیادہ ہے' لہٰذا طلبہ کو چاہیے کہ وہ:۔

☆ اس بیماری کے پیدا کرنے والے عوامل کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل کریں اور دوسرے ساتھیوں کو بھی آگاہ کریں۔

☆ اس بیماری کی روک تھام کے لیے مختلف ذرائع سے رہنمائی حاصل کریں۔

☆ اپنے اخلاقی رویّوں کو بہتر بنائیں اور جنسی بے راہ روی سے اپنے آپ کو اور ساتھیوں کو بچائیں۔

☆ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں اور صحت مندانہ سرگرمیوں جیسے کھیلوں وغیرہ میں حصہ لینا اپنا معمول بنالیں۔

☆ متاثرہ افراد کی عزتِ نفس کا خیال رکھتے ہوئے انھیں تنہائی کا شکار نہ ہونے دیں اور اپنے ساتھیوں میں بھی یہ شعور بیدار کریں۔

☆ ایچ آئی وی/ایڈز کے علاج سے متعلق دستیاب سہولتوں سے آگاہی حاصل کریں اور ساتھیوں کو بھی بتائیں۔

☆ طلبہ متاثرہ افراد کی طبی، جذباتی اور نفسیاتی مدد کے لیے متعلقہ اداروں تک رسائی حاصل کریں اور دوسروں کے لیے بھی ان اداروں تک رسائی کو آسان بنائیں۔

☆ خود بھی نشہ اور نشہ آور ادویات سے بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں نیز کسی بھی قسم کے نشے کی عادت میں مبتلا ساتھیوں کو مدد و راہنمائی فراہم کریں کہ وہ کس طرح اس سے نجات پا سکتے ہیں۔

☆ ایچ آئی وی/ایڈز کی علامات کے بارے میں علم حاصل کریں اور وقتاً فوقتاً اپنا خون ٹیسٹ کرواتے رہیں۔

اساتذہ اکرام نوجوانوں میں اس بیماری کی روک تھام کے لیے احساس ذمہ داری پیدا کر کے کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اُن کے زیر تعلیم ہزاروں نوجوان طلبہ ہوتے ہیں جن کو اگر درست معلومات فراہم کر کے اس بیماری سے بچالیا جائے تو یہ قوم اور معاشرے کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ چونکہ یہ بیماری کسی کا لحاظ نہیں کرتی خواہ اس کا وائرس فرد کی اپنی غلطی سے یا کسی دوسرے شخص کی غلطی سے کسی میں منتقل ہوا ہو یہ اپنا کام کر دکھاتا ہے، اس لیے اساتذہ اپنے تمام طلبہ کو دوران تدریس مختلف طریقوں سے اس بیماری سے متعلق بہت سی ایسی معلومات فراہم

کر سکتے ہیں جو طلبہ کو اپنے والدین اور شاید علماء سے بھی حاصل نہیں ہوتیں۔ اس وقت پاکستان میں سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری اسکول کی تعداد تقریباً 27 ہزار سے زائد ہے۔ جن میں 23 لاکھ سے زیادہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں زیرِ تعلیم ہیں۔ اگر اساتذہ ان طلبہ کو اس طرح تیار کر سکیں کہ نہ صرف وہ خود اس سے محفوظ رہیں بلکہ دوسروں کو بھی بچا سکیں تو یقیناً پاکستان سے اس مرض کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا۔ اساتذہ اس سلسلے میں درج ذیل اُمور انجام دے سکتے ہیں:۔

اساتذہ کا کردار:

☆ ایچ آئی وی/ایڈز کے پیدا ہونے کے اسباب سے طلبہ کو آگاہ کرنا۔

☆ اس بیماری کے پھیلنے کی سب سے بڑی وجہ جنسی بے راہ روی سے بچنے کے لیے طلبہ کو راہنمائی فراہم کرنا اور اُنھیں اس کے خطرناک نتائج کے بارے میں بتانا۔

☆ ایچ آئی وی/ایڈز سے متاثرہ فرد کے گھر کے دیگر افراد پر مرتب ہونے والے معاشی اور معاشرتی اثرات خاص طور پر زیرِ تعلیم بچوں کو پیش آنے والی مشکلات پر گفتگو کرنا۔

☆ قرآن و حدیث کی روشنی میں جنسی بے راہ روی کے نتیجے میں تباہ ہونے والی اقوام کے حالات سے آگاہ کرنا اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں طلبہ کی اخلاقی تربیت کرنا۔

☆ زیرِ تعلیم طلبہ کی سرگرمیوں پر ممکنہ حد تک نظر رکھنا اور اُنھیں مسلسل رہنمائی اور مشاورت بہم پہنچاتے رہنا۔

☆ طلبہ کو بتانا کہ متاثرہ افراد کے تولیدی مادوں اور خون میں ایچ آئی وی/ایڈز کا وائرس موجود ہوتا ہے اس لیے غیر اخلاقی اور غیر محفوظ جنسی افعال کی وجہ سے نوجوانوں میں اس بیماری کے پھیلنے کی شرح بہت زیادہ ہے۔

☆ غیر محفوظ طریقے سے انتقالِ خون اور ایک ہی سرنج کے بار بار استعمال سے ایچ آئی وی/ایڈز کے پھیلنے سے طلبہ کو آگاہ کرنا۔

☆ طلبہ کو بتانا کہ نشہ جس کی عموماً ابتداء سگریٹ نوشی سے ہوتی ہے، آگے چل کر ہیروئین وغیرہ کے استعمال کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور پھر اس کے بعد سرنج وغیرہ کے ذریعے سے نشہ آور ادویات کے استعمال سے کس طرح لوگ ایچ آئی وی اور ایڈز میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

☆ والدین اور مقامی آبادی کے سرکردہ افراد سے ایچ آئی وی/ایڈز کے حوالے سے رابطہ رکھنا۔

☆ متاثرہ افراد کی عزتِ نفس بحال رکھنے کے اقدامات کرنے کے لیے طلبہ کو راہنمائی فراہم کرنا۔

☆ طلبہ کو اُن امور سے آگاہ کرنا جن سے یہ بیماری نہیں پھیلتی تاکہ وہ متاثرہ افراد سے علیحدگی اختیار نہ کریں۔

شعبہ تعلیم اور ایڈز: EDUCAIDS

ایڈز نہ صرف ایک لاعلاج مرض ہے کسی فرد یا گروہ کو بھی اس سے تحفظ کی مکمل ضمانت حاصل نہیں۔ تحفظ کا واحد اور یقینی راستہ احتیاط ہے۔ احتیاط پر عمل پیرا ہونا تب ہی ممکن ہے جب لوگوں کو ایڈز کے پھیلنے کے طریقوں کا علم ہو اور اس سے بچنے کے لئے ضروری اقدامات اور تدابیر سے آگاہی ہو۔ تعلیم، سائنس اور ثقافت کے فروغ کے لئے سرگرمِ عمل اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو (UNESCO) نے ایڈز کے خلاف جنگ میں شعبہ تعلیم کے کردار کو مستحکم کرنے کے لئے ایک عالمی پروگرام کا آغاز کیا ہے جسے ایجوکیڈز (EDUCAIDS) کا نام دیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے دو بنیادی مقاصد ہیں۔ فروغِ تعلیم کے ذریعے دنیا میں ایڈز کے پھیلاؤ کو روکنا اور اور تعلیمی نظام کو ایڈز کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رکھنا۔ پاکستان میں بھی وزارتِ تعلیم اور یونیسکو باہم مل کر EDUCAIDS کے تحت مختلف عملی اقدامات کر رہے ہیں۔ زیرِ مطالعہ تحریری مواد اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

ایچ آئی وی/ایڈز: تدارک کی تدابیر اور نوجوانوں کی ذمہ داریاں

نوجوان کسی بھی ملک اور معاشرے کا مستقبل ہوتے ہیں اور اُس کی سیاسی اور معاشی ترقی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتے ہیں۔ گذشتہ صدی میں ہونے والی دُنیا کی کامیاب سیاسی وسماجی تحریکوں پر اگر غور کیا جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جن تحریکوں میں نوجوانوں کی اکثریت نے حصہ لیا وہ نہ صرف کامیابی سے ہمکنار ہوئیں بلکہ اُن کے نتیجے میں ہونے والی تبدیلیاں دیرپا بھی ثابت ہوئیں۔ نوجوانوں میں جسمانی طاقت کے ساتھ ساتھ ذہنی صلاحیتوں کی موجودگی کسی بھی تحریک کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے دوسرے افراد کی نسبت زیادہ مفید ہوتی ہے۔ ضرورت اِس امر کی ہوتی ہے کہ نوجوانوں کو درست معلومات اور مناسب راہنمائی فراہم کی جائے تاکہ وہ دل وجان سے کسی بھی تحریک کو قبول کریں اور اُس میں بھرپور طریقے سے حصہ لیں، اگر ایسا ہو جائے تو نوجوان ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں۔ شاید علامہ اقبال نے ایسے ہی نوجوانوں کے متعلق اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

ایچ آئی وی اور ایڈز آج کی وہ لاعلاج بیماری ہے جس نے دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں بچوں کو یتیم، خواتین کو بیوہ اور والدین کو اپنے جوان بچوں کے جنازے اُٹھانے پر مجبور کر دیا۔ 2008ء کے اعداد وشمار کے مطابق اِس وقت 33 ملین افراد ایچ آئی وی اور ایڈز کے ہلاکت خیز وائرس میں مبتلا ہیں، جن میں سے 2 ملین وہ بچے ہیں جن کی عمر پندرہ سال سے کم ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ایچ آئی وی ایڈز سے متاثرہ 45 فیصد افراد کی عمریں 15 سے 24 سال کے درمیان ہیں۔ اندازہ کیجیے کہ

جس معاشرے یا قوم میں نوجوانوں کی تقریباً نصف آبادی اِس لاعلاج مرض میں مبتلا ہو کر لحہ بہ لحہ اور قدم بہ قدم موت کی جانب بڑھتی نظر آئے اُس کا مستقبل کیا ہوگا؟

تدارک کی تدابیر اور نوجوانوں کی ذمہ داریاں:

ایچ آئی وی ایڈز کے تدارک کے حوالے سے بنیادی بات یہ ہے کہ وہ تمام افعال اور اعمال جو اِس وائرس کے ایک شخص سے دوسرے کو منتقل ہونے کا باعث بنتے ہیں اُن سے باز رہا جائے۔ چونکہ اِس مرض سے متاثر زیادہ تر نوجوان ہوتے ہیں، اِس لیے اِن سے بچاؤ میں بھی نوجوانوں کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

چند اُمور جن کی طرف نوجوانوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیے وہ یہ ہیں:۔

طہارت و پاکیزگی:

بطور مسلمان جہاں ہمیں جسمانی طہارت کو قائم رکھنے کا حکم ہے وہاں اِس سے کہیں زیادہ اہمیت روحانی طہارت و پاکیزگی کی ہے۔ نوجوان دینی و ملی حمیت اور شرم و حیا کے تقاضوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے اُن تمام اخلاقی قباحتوں سے دور رہیں، جو کسی بھی طرح ایچ آئی وی اور ایڈز کے پیدا ہونے یا پھیلانے کا باعث بن سکتے ہیں۔

علم وآگہی:

اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں و دیگر تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم نوجوانوں کے لیے ضروری ہے کہ اس مہلک مرض کے اسباب، وجوہات اور تدارک کے متعلق درست معلومات حاصل کریں تا کہ نہ صرف وہ اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھ سکیں بلکہ دوستوں اور عزیزوں کو بھی اس سے بچانے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ اس بیماری سے علم وآگہی اس لیے بھی ضروری ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بے خبری میں ہی اس مرض کا شکار ہو جائیں۔ یہ ایسی غفلت ہوگی جس کا مداوا کرنے کی فرصت کسی کے پاس نہیں ہوتی۔

معاشی ومعاشرتی مسائل سے آگاہی:

نوجوانوں کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اُن معاشرتی مسائل کا بھی مطالعہ کریں جن سے ایچ آئی وی اور ایڈز سے متاثرہ فرد یا خاندان دوچار ہوتا ہے۔ اپنی معلومات میں دوسرے دوستوں کو بھی شامل کریں، کیونکہ یہ وہ طریقہ ہے جس سے نوجوان نہ صرف خود بلکہ پورے معاشرے کو ایچ آئی وی ایڈز کی ہلاکت خیزیوں سے بچا سکتے ہیں۔

صاف ستھرے اوزاروں/آلات کا استعمال:

نوجوان اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر انھیں، اُن کے دوستوں یا عزیزوں کو کسی بیماری کی صورت میں ٹیکہ لگوانا ہے، دانت نکلوانے یا لگوانے ہیں یا دیگر سرجیکل آپریشن وغیرہ کروانے ہیں، تو ہمیشہ صاف ستھرے اور ہر قسم کی آلودگی سے پاک اوزار یا سرنج وغیرہ استعمال کی جائیں۔ شیو یا حجامت بنواتے ہوئے بھی نئے بلیڈ کا مطالبہ کیا جانا چاہیے کیونکہ اکثر حجام پڑھے لکھے نہیں ہوتے اور بے احتیاطی کی وجہ سے کسی کو بھی یہ بیماری منتقل کرنے کا باعث بن سکتے ہیں۔

صاف خون اور اعضاء کی منتقلی:

اگر کسی مرحلے پر کسی مریض کو خون کی ضرورت ہو یا اُسے کسی عضو کی تبدیلی کا مرحلہ درپیش ہو، تو خصوصی طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ دیا جانے والا خون تصدیق شدہ ہو اور اگر کوئی عضو جیسے گردہ وغیرہ تبدیل کیا جا رہا ہے تو ہر طرح سے اس کی چھان بین کر لی جائے۔

درج بالا احتیاطی تدابیر کے علاوہ نوجوان اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ اُن کی صحبت کن لوگوں سے ہے، نشہ کا استعمال کرنے والوں سے خاص طور پر دُور رہیں، کیونکہ نشہ عقل کا دشمن ہے اور عقل کا دامن چھوٹ جائے تو عفت اور پاکیزگی کو برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ عفت وحیا ایسی صفات ہیں جن کے ہوتے ہوئے ایچ آئی وی/ایڈز سے بچنا بہت حد تک ممکن ہوتا ہے۔

ناخواندہ آبادی اور تعلیم یافتہ نوجوان

تیز رفتار اضافہ آبادی کے باعث پاکستان کی آبادی میں نوجوان افراد کی شرح بڑھ رہی ہے۔ نوجوان افراد (لڑکوں اور لڑکیوں) کے ایڈز میں مبتلا ہونے کے خطرات یقیناً زیادہ ہوتے ہیں۔ تاہم غیر تعلیم یافتہ اور ناخواندہ نوجوان سب سے زیادہ غیر محفوظ ہوتے ہیں۔ اس وقت ملک میں 5 کروڑ کے قریب لوگ ناخواندہ ہیں اور ان میں سے اکثر ایڈز کے خطرات اور احتیاطی تدابیر سے لاعلم ہیں۔ پڑھے لکھے افراد، اساتذہ اور زیر تعلیم نوجوانوں کا فرض ہے کہ نہ صرف وہ خود ایڈز سے متعلقہ احتیاطی تدابیر پر عمل کریں بلکہ اپنے اردگرد موجود ناخواندہ یا غیر تعلیم یافتہ افراد کو بھی ایڈز کے پھیلاؤ اور اس سے تحفظ کے طریقوں سے آگاہ کریں۔ ایڈز کے خلاف اجتماعی تحفظ معاشرے کے تمام افراد کی مشترکہ کوششوں سے ہی ممکن ہے۔

ایڈز: دینی تعلیمات اور حکومتی اقدامات

ایچ آئی وی/ایڈز اور دینی تعلیمات

فرد معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ اگر معاشرہ اس کی تعلیم و تربیت اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق کرنے میں کامیاب ہو گیا تو آنے والے دن اُس معاشرے کے لیے یقیناً خوشی اور خوشحالی لائیں گے۔ معاملہ انسانی صحت اور اس کو لاحق خطرات کا ہو، انسانی اخلاق اور اس میں بگاڑ پیدا کرنے والے عوامل سے بچانے کا ہو یا زندگی کو مہذب راہوں سے آشنا کرنے کے لیے اُسے قانونی تقاضوں کا پابند کرنے کا ہو، اس کی ابتداء فرد ہی سے کی جائے گی۔ اسلام بطور دین فرد اور معاشرے کی حتمی فلاح اور دائمی بہبود کی ضمانت دیتا ہے اور اس کی ابتداء فرد سے کرتا ہے۔ ہمیں بچپن میں ہی وضو کرنا سکھایا جاتا ہے۔ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھونے کے ساتھ ساتھ دانتوں کو صاف کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اسی طرح کپڑوں، گھروں، گھر کے استعمال کی اشیاء اور گھروں کے گرد و نواح کو صاف ستھرا رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔

دینی تعلیمات کا طرّہ امتیاز یہ ہے کہ وہ فرد کو اس قابل بناتی ہیں کہ وہ زندگی میں پیش آنے والی جسمانی، سماجی و معاشرتی، ذہنی و نفسیاتی، مالی، جمالیاتی اور روحانی ضروریات کو بغیر کسی پر انحصار کیے کما حقہ پورا کرنے کے قابل ہو جائے۔ اسلام اور دیگر مذاہب نے جہاں انسانی ضروریات کی اہمیت کو سمجھا اور تسلیم کیا ہے وہاں انھیں پورا کرنے کے لیے قواعد و ضوابط بھی دیئے ہیں۔ آپس کے تعلقات کیسے ہوں اور ان کی حدود و قیود کیا ہوں، اس سلسلے میں دینی تعلیمات بڑی واضح اور شافی راہنمائی مہیا کرتی ہیں۔ جنسی ضرورت انسان کی ایک بہت بنیادی ضرورت ہے، جس کے ذریعے انسانی نسل کی بقا ممکن ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے نکاح یا شادی کا ایک طریقہ رائج کیا گیا، جس سے انسانی نسل کی بقا کے ساتھ خاندان کو اپنی شناخت بھی ملتی ہے۔

آج کی دُنیا میں ایڈز کے لاعلاج اور سب سے مہلک مرض کے وجود میں آنے اور ایک سے دوسرے کو منتقل ہونے کے ذرائع میں غیر محفوظ اور غیر اخلاقی جنسی تعلقات سب سے بنیادی اور یقینی وجہ ہے۔ غیر محفوظ جنسی تعلقات سے ایچ آئی وی/ایڈز کے وائرس کی ایک فرد سے دوسرے کو منتقلی دُنیا میں سب سے زیادہ ہو رہی ہے۔ اگر دینی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوا جائے، تو اس کے دوسروں کو منتقل ہونے یا پھیلنے کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ خدانخواستہ کسی کو یہ موذی بیماری لاحق ہو جائے تو صداقت و دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس سے دوسروں کو محفوظ رکھے خواہ وہ دوسرا اُس کی زندگی کا ساتھی ہی کیوں نہ ہو۔

دینی تعلیمات ہمیں یہ بھی درس دیتی ہیں کہ ہم اپنے آپ کو ذہنی اور روحانی طور پر بھی پاک رکھیں۔ اپنے خیالات، افکار اور سوچوں میں صفائی اور پاکیزگی کا خیال رکھیں۔

چونکہ تمام اعمال کی بنیاد نیتوں پر ہے، اس لیے اگر اپنی سوچ اور فکر کو پاک صاف رکھا جائے گا اور ایسے لوگوں میں اور ایسے ماحول میں اُٹھنا بیٹھنا ہو گا جہاں نیکی اور سچائی کا دور دورہ ہو گا تو ہمارے ذہن یقیناً بدی کی آلودگی سے پاک رہیں گے۔ آج کے زمانے میں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ نے جہاں انسان کے لیے بہت سی سہولیات فراہم کی ہیں وہاں یہ کئی طرح کی اخلاقی برائیوں کو جنم دینے کا باعث بھی بن رہے ہیں۔ اسلامی تعلیمات ہمیں ان سائنسی ایجادات کے استعمال کی اجازت دیتی ہیں شرط صرف یہ ہے کہ ہم ان کے استعمال کے وقت دینی تعلیمات کو پیش نظر رکھیں تاکہ ہم نہ صرف علم و تحقیق کے میدان میں آگے بڑھ سکیں بلکہ اپنے آپ کو ہر قسم کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی بیماریوں سے بھی بچا سکیں جو آگے چل کر ایڈز کے فروغ کا باعث بن سکتی ہیں۔

ایڈز اور حکومتی اقدامات:

اپنے عوام کی صحت کا خیال رکھنا گھر اور معاشرے کے ساتھ ساتھ حکومت کی بھی ذمہ داری ہے۔

چونکہ ہمارے ملک میں ابھی خواندگی کا وہ معیار حاصل نہیں کیا جا سکا ہے جس سے توقع کی جائے کہ لوگ اپنے طور پر مطالعہ و تحقیق کر کے اپنی صحت اور مختلف بیماریوں سے بچاؤ اور احتیاطی تدابیر سے آگاہ ہو سکیں، اس لیے حکومتوں پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ بیماریوں کے علاج و معالجے کی سہولیات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ عوام میں ان بیماریوں کی روک تھام کے لیے عوامی سطح پر شعور اُجاگر کریں۔ اس سلسلے میں چند اہم حکومتی اقدامات کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے جن سے بچاؤ میں مدد مل سکتی ہے۔

1۔ حکومت ذرائع ابلاغ کے ذریعے، عوام الناس کو اس بیماری کے پیدا ہونے کے اسباب سے آگاہ کرنے اور اس کے تدارک کے لیے شعور اُجاگر کرے۔ محض محکمہ جاتی اشتہارات جو عام طور پر محکمے کی تشہیر کے لیے ہوتے ہیں اُن پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ اس موضوع پر ٹیلی وژن اور ریڈیو پر مباحثے، مذاکرے، سیمینار اور ڈراموں وغیرہ کے ذریعے درست معلومات عام لوگوں تک پہنچائی جائیں۔ اس سلسلے میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ایسا کرتے ہوئے کہیں لوگوں میں بلاوجہ خوف پیدا نہ ہونے پائے۔

2۔ حکومت قانون سازی کرے کہ سرکاری و نجی ہسپتالوں اور دواخانوں وغیرہ پر سرنج کا بار بار استعمال ممنوع قرار پائے اور ایسا کرنے پر سزا دی جائے۔ اسی طرح ناک، کان وغیرہ چھیدنے والوں اور حجاموں کی تربیت کرے کہ وہ اپنے اوزاروں کو استعمال سے پہلے اچھی طرح صاف کریں تاکہ ایچ آئی وی / ایڈز کا وائرس کسی دوسرے تک منتقل ہونے کا کوئی خدشہ باقی نہ رہے۔

3۔ حکومت سرکاری و نجی لیبارٹریوں کے لیے ایسا ضابطہ اخلاق بنائے کہ وہ کسی بھی فرد سے خون کا عطیہ لیتے وقت اور کسی مریض کو خون دیتے وقت اس بات کی تصدیق کریں کہ وہ خون ایچ آئی وی ایڈز سے پاک ہے۔

4۔ پاکستان کے لاکھوں افراد مختلف ملکوں میں کام کاج کے لیے رہائش پذیر ہیں۔ حکومت ایسا انتظام کرے کہ بیرونی ممالک سے واپس آنے والے افراد کی سکریننگ یا طبی معائنہ ہو اُن کے کوائف جمع ہوں اور اگر کوئی مریض ایڈز کا ہو تو اُس کے لیے ایسے حفاظتی اقدامات کرے کہ یہ بیماری دوسروں کو منتقل نہ ہو سکے۔

5۔ تعلیمی اداروں، خاص طور پر کالج اور یونیورسٹی کی سطح کے طلبہ کے لیے ایسے نصابی اور تدریسی مواد تیار کیے جائیں جن میں اس بیماری کے اسباب، علامات اور اس کے خطرناک نتائج سے متعلق معلومات فراہم کی جائیں۔

6۔ حکومت ایچ آئی وی / ایڈز کے ٹیسٹ کی سہولیات چھوٹے بڑے تمام شہروں میں فراہم کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ مفت علاج کی سہولیات بھی مہیا کی جائیں۔

7۔ پاکستان میں سرنج سے نشہ کرنے والوں کی خاصی تعداد ایچ آئی وی کے وائرس سے متاثر ہے۔ حکومت اس کی حوصلہ شکنی کرے متعلقہ قوانین کا سختی کے ساتھ بلا امتیاز نفاذ کر کے اسے روکے۔

ایڈز سے تحفظ کی تعلیم اور پاکستان کی قومی تعلیمی پالیسی (2009)

"موجودہ دور کے نئے تعلیمی تقاضے اور تصورات مثلاً سکول ہیلتھ پروگرام، ایچ آئی وی اور ایڈز اور دیگر موذی یا وبائی امراض سے تحفظ، زندگی کی بنیادی مہارتوں سے آگاہی، تعلیم آبادیات، تعلیم انسانی حقوق بشمول صنفی مساوات کی تعلیم کو نصاب میں شامل کیا جائے گا اور ان موضوعات پر اساتذہ اور طلبہ کے لئے تربیتی مواد تیار کیا جائے گا۔"

(شق نمبر 6.2, 9)

ایچ آئی وی اور ایڈز سے آگاہی کے لیے اس موضوع کو تعلیمی نصاب کا حصہ بننا چاہیے۔ ہمیں طلبہ کو زندگی کی ان مہارتوں سے روشناس کروانا چاہیے جن کو بروئے کار لاتے ہوئے وہ مختلف بیماریوں بالخصوص ایچ آئی وی اور ایڈز سے اپنا دامن بچا سکیں۔